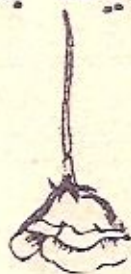


الوہیت مسیح اور تثلیث

(قدیم مسیحی عقائد کا ایک جدید مطالعہ)



من تصنیف

محمد اسلم رانا مرکز تحقیق مسیحیت ملک پارک
شاہدہ - لاہور



اسلامی مشن سنّت تکر لاہور

الوہیت مسیح اور تثلیث

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	الوہیت مسیح	۵
۲	توہماتی ماحول	۷
۳	مسیح انسان تھا	۸
۴	مسیح نبی تھا	۹
۵	مسیح خدا نہیں تھا	۹
۶	معجزات مسیح	۱۰
۷	الوہیت مسیح کے دلائل	۱۰
۸	قرآنی اعلان	۱۲
۹	جادو جو سرچڑھ بوئے	۱۲
۱۰	تثلیث	۱۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۳	مسیحی عقائد کا پس منظر	۱۱
۱۵	مسیحی تثلیث	۱۲
۱۶	عقیدہ تثلیث	۱۳
۱۸	بائبل سے بنیاد	۱۴
۱۹	عقیدہ کی تحقیق	۱۵
۲۱	مسیحیوں میں بت پرستی	۱۶
۲۲	مریم پوجا	۱۷
۲۳	روح القدس	۱۸
۲۵	تثلیث اور قرآن	۱۹
۲۵	الوہیت مسیح و تثلیث سے انکار	۲۰
۲۶	حرف آخر	۲۱

الوہیت مسیح اور تثلیث

دسمبر ۸۵ء میں لندن میں ایک افریقی مسلم مبلغ جناب احمد دیت اور پادری اسے شروس کے درمیان الوہیت مسیح اور تثلیث کے مسیحی عقائد پر مناظرہ ہوا جس کی مختصر روداد پاکستانی اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ ہم عوام الناس کی دلچسپی کے پیش نظر ان عقائد کا سادہ سامطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔

الوہیت مسیح

عقیدہ کی ابتداء۔ الوہیت مسیح یعنی مسیح کو خدا ماننا مسیحیوں کا مشہور عقیدہ ہے اور بنیادی عقیدہ ہے، تثلیث کی بنیاد ہے، اس کے تاریخی پس منظر کا واجبی سامطالعہ خالی از دلچسپی نہیں رہتا۔ تاریخ کلیسا کے مشہور امریکی محقق پروفیسر جارج پارک فشر ڈی ڈی ایل ڈی رقمطراز ہیں ”شروع میں ایمان کا اصول یہ تھا کہ یسوع ہی مسیح تھا جو بھی اس کی اس حیثیت کو مان لیتا اُسے مسیحی بنا لیا جاتا۔ پولوس اور یوحنا نے مسیح کے بنائے عالم سے بیشتر وجود اور خدا کی واضح طور پر تعلیم دی“ (HISTORY OF THE CHRISTIAN

CHURCH BY GEORGE"

PARK FISHER, D.D., L.L.D.: 1888, P. 42)

پروفیسر پیک کے ہاں بھی "پولوس مسیح" کو خدا سمجھتا تھا

(CHRISTIANITY ITS NATURE AND ITS TRUTH

BY PROF. ARTHUR S. PEAKE, D.D.: 1922, P. 229)

بائبل کے مشہور مفسر پادری ڈملو لکھتے ہیں: "مسیح کے آسمانوں پر چڑھ جانے

کے بیس ہی برس بعد الوہیت مسیح کا عقیدہ کلیسیا میں مضبوطی سے قائم ہو

گیا تھا۔ (A COMMENTARY ON THE HOLY BIBLE

BY THE REV. J. R. DUMMELOW M.A. 1944,

P. CVIII, COL)

حضرت مسیح علیہ السلام کا مشن صرف یہودیوں کو ہی راہ راست پر لانا تھا۔

(انجیل متی باب ۱۵، درس ۲۴) پولوس سلطنت روم کا رہنے والا ایک یہودی

تھا، وہ حضرت مسیحؑ پر ایمان لانے والے یہودیوں کا جانی دشمن تھا۔ (بائبل

کی کتاب اعمال ۲۱: ۲۸) جب اس نے دیکھا کہ مسیح کے ماننے والے اس

کے مظالم سے نہیں ڈرتے تو وہ شخص کال ہوشیاری سے خود مسیحی ہو گیا

(اعمال باب ۹)۔ اب یہودی تو اس کے جھانسنے میں آنے سے رہے، وہ

مذہب یہودی اقدام کی طرف متوجہ ہوا۔ (اعمال ۱۷: ۲۶) اور رومیوں کے

تخل قبول عقائد کی حیثیت سے مسیحیت پیش کرنے لگا۔ یوں جو شخص

مسیحیوں کو ختم نہ کر سکا، حضرت مسیحؑ کے مذہب کو لگاڑنے میں سرفیصلہ

کامیاب ہوا۔ سب سے پہلے رومیوں نے ہی مسیح کو خدا تسلیم کیا تھا چنانچہ
تاریخ ہند میں فخریہ لہجہ میں لکھا ہے: "رومی مسیح کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے"

(LESSONS IN THE HISTORY OF INDIA BY

MACMILLAN AND COMPANY: 1913, P. 10)

القسمہ پولوس اور اس کے ساتھی یوحنا کی کوششوں سے مسیح کو خدائی کا درجہ
حاصل ہو گیا۔

انجیل متی ۱۶: ۱۳ تا ۲۰ اور انجیل
مرقس ۶: ۵ وغیرہ میں تفصیل سے مذکور

توہماتی ماحول

ہے کہ مسیح کی حیات طیبہ کے دوران ہی لوگ ان کی اصل حیثیت کو نہیں
سمجھ پائے تھے اور مسیح کا اپنا ارادہ بھی یہی تھا کہ لوگ ان کا اصل مقام
نہ پہچان سکیں۔ ان کے بعد ان کے بارے میں غلط عقائد کا قیام حیرت انگیز
نہیں۔ بالخصوص اس حالت میں کہ پولوس نے آنجناب کی تعلیمات کو
عمداً بگاڑا۔ اور اس دور کا مذہبی ماحول بھی بات بات پر مشاہیر کو خدا
بنالینے کا متقاضی تھا۔ کتاب اعمال (۱۲: ۱-۱۵) میں صراحت ہے کہ پولوس
کی منادی کے دوران ایک لنگڑا شخص تندرست ہو گیا۔ اس پر لوگوں
نے سمجھا کہ یہ آدمیوں کی صورت میں دیوتا ہیں، چنانچہ وہ دونوں مبلغین
کی پوجا کی صلاح کرنے لگے۔ شہر کے بڑے مند کا چابی قبر بانی کے
لئے بل اور پھولوں کے مارے آیا، جب افراد کے جیتے جی آنکھوں
دیکھتے حال یہ تھا کہ توہم پرست لوگ ذرا سی بات پر انہیں دیوتا

اور خدا سمجھ لیتے تھے تو مسیحؑ کو خدا مان لینا بڑی بات نہیں تھی۔ پادری
 ریفرڈ کے الفاظ میں ”مسیحؑ نے خود کچھ نہ لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا“ (کلیسیا
 دی تواریخ مصنفہ فادر ریفرڈ اوائف کپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۲)
 لیکن یار لوگ جب لکھنے بیٹھے تو انہوں نے مسیحؑ سے متعلق اپنے اپنے
 عقائد و نظریات فلم بند کر ڈالے۔ پادری مذکور کے مطابق انجیل یوحنا
 تو لکھی ہی مسیحؑ کی خدائی ثابت کرنے کے لئے لکھی تھی۔ (صفحہ ۱۶)
 اب ہم اس موضوع پر بھی کتب مقدسہ کے مجموعہ بائبل کا
 مطالعہ کریں گے۔

مسیحؑ انسان تھا | بائبل سے مسیحؑ کا انسان ہونا واضح ہے

مسیحؑ عورت سے پیدا ہوا تھا (گلینٹون ۴: ۴)
 اسے بھوک لگتی تھی (لوقا ۴: ۲)

کھانا تھا (متی ۹: ۱) پیتا تھا (یوحنا ۴: ۶، ۷)
 سفر سے تھکتا تھا (یوحنا ایضاً)

اس کے آنسو بہتے تھے۔ (یوحنا ۱۱: ۳۵) خدا کے حضور دعائیں کرتا تھا۔
 (لوقا ۲۲: ۴۱) اسے ڈاکو کی حیثیت سے پکڑا گیا۔ (متی ۲۶: ۵۵)
 اسے ٹھٹھوں میں اڑایا گیا (لوقا ۲۲: ۴۲) اس نے بڑی آواز سے چلا
 کرجان دے دی (متی ۲۷: ۴۶) اسے کفن پہنا کر دفن کیا گیا۔
 (مرقس ۱۵: ۱۶)

مسیح نبی تھا

مسیح خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور بھیجا ہوا
نبی تھا (انجیل متی آخر باب ۱۳)

(۱) میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں، عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھینچے والے کی مرضی چاہتا ہوں (یوحنا ۵ : ۳) کیونکہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ جس نے مجھے بھیجا اسی نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں، اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے پس جو کچھ میں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اسی طرح کہتا ہوں)

یوحنا ۱۲ : ۴۹، ۵۰ (iii) یسوع نے پکار کر کہا جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھینچے والے پر ایمان لاتا ہے (یوحنا ۱۲ : ۴۴)

یہی مقام نبوت ہے کہ نبی خدا کی احکام لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ ان حوالوں سے مسیح کے بیک وقت انسان اور خدا ہونے کا نظریہ بھی باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ بھینچے اور بھیجے جانے والے، حکم دینے اور حکم دئے جانے والے میں واضح فرق ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ یہ دو الگ الگ ہستیاں ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پہلے خدا نے مسیح کو ایک پیغام پہنچانے کا حکم دیا پھر اس کی تعمیل کے لئے خود ہی مسیح میں اُتر آیا۔

خدا انسان نہیں (کتاب گنتی ۲۳ : ۱۹)
اس کا تخت قدیم سے قائم ہے اور وہ ازل

مسیح خدا نہیں تھا

سے ہے (زبور ۹۳ : ۲) اسے بھوک نہیں لگتی (زبور ۵۰ : ۱۲) تھکا اور

ماندہ نہیں ہوتا (یسعیاہ ۵۸ : ۱) خدا قادر مطلق ہے (پیدائش ۲۵ : ۱۱) وہ
 ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا (گیتوں ۴ : ۴) وہ غرانی ہے (عطا اس ۱ : ۱۷)
 وہ لا تبدیل ہے اس کے برس لا انتہا ہیں (زبور ۱۰۲ : ۲۷) اب غور کیجئے کہ آیا یہ
 صفات مسیح میں پائی جاتی ہیں۔ بالکل نہیں پائی جاتیں۔

اگر انجیل میں مذکور مسیح کے معجزات اس کی خدائی
 کی دلیل ٹھہرائے جائیں تو یہ بھی غلط ہوگا؟

معجزات مسیح

کیوں کہ مسیح کا اپنا قول ہے ”میں تم سے بھیج کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا
 ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔
 (انجیل مرقس ۱۶ : ۱۷) مزید برآں یاد رہے کہ ازروئے بائبل معجزہ نبوت کی
 پیمائی یا خدائی کی دلیل نہیں ہے۔ انجیل نئی میں مسیح کا فرمان ہے ”جھوٹے مسیح اور
 جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے
 کہ اگر ممکن ہو تو ہرگز بندوں کو بھی گمراہ کر لیں (متی ۲۴ : ۲۴)

ان دنوں مسیح کے خدا ہونے کی دلیل میں انجیل
 الٰہیت مسیح کی ایک دلیل

اور یاپ ایک ہیں۔ سطور بالا میں مسیح کی زبانی جو وضاحت مندرج ہے اس کی روشنی
 میں اس درس کا مطلب صراحتہ یہ ہے کہ مسیح اور خدا خیالات اور مقاصد میں
 ایک ہیں۔ مسیح کا ہر قول و فعل مکمل طور پر فرامین خداوندی کے تابع تھا اس کا یہ
 مطلب ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ مسیح اور خدا وجود میں ایک تھے اور مسیح بھی خدا ہے۔
 ہمارے موقف کی تائید میں بائبل میں سے کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۱) یائیل کی کتاب پیدائش ۲: ۴ میں لکھا ہے "اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے" یعنی میان بیوی کی آپس کی محبت سب لواحقین سے شدید تر ہوگی اور وہ آپس میں قدر زیادہ پیار محبت سے رہیں گے۔ دکھ درد میں ایک دوسرے کا اتنا ساتھ دیں گے اور ہم آہنگی سے زندگی بسر کریں گے کہ گویا وہ ایک ہی جسم ہیں۔ بصورت دیگر نسل انسانی ساری تاریخ اس خدائی فرمان کی تردید میں پیش خدمت ہے۔

(۱۲) کتاب پیدائش ۱۱: ۴ میں لکھا ہے "اور خداوند نے کہا دیکھو یہ سب لوگ ایک ہیں یہاں بھی مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ سب لوگ ایک مقصد اور مشن پر متفق ہو گئے تھے ایک آدمی بالکل نہیں بن گئے تھے۔

پروفیسر پیک نے اپنی کتاب کے تیرھویں باب میں مسیح کی خدائی کے دلائل دینے وقت اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ چونکہ مسیح بے گناہ تھا اس لئے خدا نخواستہ راقم نے اپنے رسالہ عصمت انبیاء میں یائیل میں سے مسیح کے ۹ گناہوں کی با تفصیل فہرست پیش کی ہے جسے چھپے ایک سال گزر چکا ہے مسیحی علماء جیلنج نہیں کر سکے مسیح کی خدائی کی سب سے بڑی بنیاد انجیل یوحنا شکوک (جو صفحہ ۷۷۱ x ۷۷۲ کا ۲) اور "بے وقت" ایک صوالہ اقرار دی جا چکی ہے۔

مسیح انسان اور نبی تھا اور حق تعالیٰ ہی کی عبادت اور توحید کا علم بردار تھا۔ چنانچہ جب ابلیس مسیح کو آڑتا پھرتا تھا تو اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے جا کر دنیا کی سب

مسیح کا اپنا موقف

سلطنتیں اور شان و شوکت اسے دکھائی اور کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ مسیح نے جواب میں کہا "اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر (متی ۴: ۱۰) مسیح کا قول ہے سب حکموں میں سے اول حکم یہ ہے "اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے" (مرقس ۱۲: ۲۹) اگر مسیح خدا ہوتا تو کہتا "اے اسرائیل سن خداوند تیرا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

مرو زمانہ کی کارستانی ملاحظہ فرمائیے کہ مسیح کی یہ سیدھی سادی تعلیم بگڑ گئی یہاں تک کہ خود مسیح کو ہی خدا مان لیا گیا۔ لندن بائبل کالج میں مطالعہ انجیل کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر رچرڈ ڈی فرانس رقمطراز ہیں "یسوع مسیح کی پوجا مسیحیت کی بنیاد ہے۔"

(ALION HAND BOOK: THE WORLD RELIGIONS
1982, p. 336, col. I)

قرآن پاک میں مسیح علیہ السلام کی نشان
اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ہی بیان کی گئی ہے

قرآنی اعلان

(سورۃ المائدہ آیت ۷۵)

الوصیت مسیح کی ان الفاظ میں تردید کی گئی ہے "البتہ تحقیق وہ لوگ
کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیحؑ مریم کا بیٹا ہی ہے" (ترجمہ سورۃ المائدہ آیت ۷۵)

ان یہودی انساں کو پیڈیا میں لکھا
ہے "مسیح نامور من اللہ تھا۔ اس میں

جادو وہ جو سر چڑھوے

ضروری اس کام کے لئے منتخب کئے جانے کی روحانی قوت تھی

(THE JEWISH ENCYCLOPEDIA: 1904, VOL. 7, P. 167 col 1)

(ii) پروفیسر نشارتی نارنخ کلیسا کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں "عوام الناس اس کی تعلیم سے بہت متاثر ہوئے کیونکہ وہ ایک صاحب اختیار اور ایک شخص کی حیثیت سے بولتا تھا جسے خدا کا قرب حاصل ہو۔ وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا بتاتا تھا۔

قرآن مجید کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی شان بائبل ہی ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فرستادہ نبی تھے۔ اگر مسلمان یہودیوں اور مسیحیوں کو حضرت مسیح کے بارے انہیں کے نظریات بھی ذہن نشین نہیں کر سکے تو یہ ان کی مجرمانہ غفلت اور موخر الذکر دونوں قوموں کی بد قسمتی ہے۔

(۲) - تثلیث

مسیحی عقائد کا پس منظر | جب بھی کسی مذہب کے اصول اور قواعد و ضوابط کی بات چلے تو قدرتی طور پر ذہن اس مذہب کی مقدس کتاب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن مسیحیت کا کیس خاصاً مختلف ہے۔ مسیحیوں کی مخصوص مذہبی کتابیں (چاروں اناجیل اور خطوط وغیرہ) اس وقت لکھی گئیں جب حضرت مسیح کے مشن کے برخلاف مسیحیت غیر یہودی اقوام میں پھیل چکی تھی۔ ان دنوں مسیح کی زندگی اور تعلیمات سے متعلق عوام

انسان میں جو خیالات، معتقدات اور نظریات مروج تھے وہ تحریر کر لئے گئے۔ ازاں بعد ان کتابوں میں سے درست اور صحیح ہونے کے سوال نے پریشان کن صورت اختیار کر لی تو مسیحی علماء کی یکے بعد دیگرے معتقد ہونے والی مختلف کونسنسوں نے ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا مستند، اہامی اور مقدس قرار دے لیا۔ باقی کتب گو ان کا موضوع یہی تھا، رد کر دی گئیں۔

مسیحی عقائد عبادات بھی مذکورہ خطوط پر ہی مستند قرار دئے گئے۔ مسیح کی کوئی باقاعدہ تعلیم تو مسیحی کلیسیا (جماعت) تک پہنچی ہی نہیں تھی چنانچہ جب بھی ضرورت پڑتی علماء بیٹھ کر درپیش مسئلہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لیتے جو باقاعدہ مسیحی عقیدہ اور مدارجات قرار پایا۔ کسی بھی مسئلہ کا مسیح کی تعلیم سے ہونا تو کجا مستند مسیحی کتب مقدسہ میں مذکور ہونا بھی لازمی نہیں تھا۔ اندریں حالات موجودہ تقریباً تمام کے تمام مسیحی معتقدات، نظریات، عقائد، خیالات، عبادات رسوم رواجات اور مذہبی اصطلاحات تک غیر مذاہب سے مستعار اور تراشیدہ ہیں۔ مسیح کی اصل تعلیمات سے گو سوں دور بلکہ الٹ اور برعکس ہیں۔

چنانچہ مسیح کا خدا ہونا اور تثلیث ان عقائد میں سرفہرست ہیں جن کی مسیح نے ہرگز ہرگز تعلیم نہیں دی تھی۔ بائبل میں بھی ان کا بیان، بنیاد، تشریح کچھ نہیں ملتی۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا واشنگٹن انفاظ میں رقمطراز ہے ”سنرھوین اور اٹھامہویں صدی کے روشنی یافتہ مسیحی مقدسین نے مسئلہ تثلیث کو اپنے تعمیری خیالات سے غیر متعلق جان کر اسے پس پشت ڈال دیا یا اسے آباد اجداد کا تکرار و تہ سمجھ کر اس پر کھلم کھلا حملے کئے کیونکہ جدید سائنس اور فلسفہ اس کا دفاع نہیں کر سکتے تھے۔ انیسویں صدی میں

پروٹسٹنٹ مورخین خاص کر ایف سی براؤن اور ایڈولف وان ہارنیک نے تحقیق کی کہ تثلیث مسیحیت پر یونانی اثرات کا نتیجہ تھی۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء، جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶)

تثلیث قدیم وقتوں میں ایک مقبول و مروج عقیدہ تھا۔

آئرلینڈ سے لے کر اناطولیہ تک بشمول جرمن، سکندریہ، نیوین،

رومی، یونانی، قدیم ایرانی، ہندو، بدھ، مصر، چینی، جاپانی سب

اقوام و مذاہب میں تثلیث یعنی ایک خدا کے تین روپ ہونا۔

کسی نہ کسی صورت میں مانا جاتا تھا۔ ہم تثلیث کی مسیحی شکل کا ذرا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

مسیحی تثلیث | اس بحث میں پڑنے سے پیشتر تثلیث

سمجھ لینا ضروری ہے۔ انسائیکلو پیڈیا کے الفاظ میں مسیحی عقیدہ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ باپ خدا ہے۔ بیٹا خدا ہے۔ روح القدس بھی خدا ہے۔ تس پر بھی وہ تین خدا نہیں۔ بلکہ ایک خدا ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۰ء، جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶ء، کالم ۲)

رومی بادشاہ کنسٹنٹین ٹین نے ۳۱۳ء میں سیاسی مصالحت کی

بنیاد پر مسیحیت اپنی یاد رہے کہ وہ ساری عمر بیت پرست

رہا تھا۔ اور اس نے مسیحیت بستر مرگ پر اپنائی تھی۔ وہ پہلے

سے ہی تثلیث کا معتقد تھا۔ مسیح کی اصل حیثیت کا تعین مسیحی

کلیسیا کے لئے ہمیشہ سے دردِ سر رہا ہے۔ تثلیث بھی دراصل اس
 پیچیدہ اور لاینحل مسئلہ کا ایک حل تھا جس کے لئے بادشاہ نے ۳۲۵ء
 میں نیقہ کے مقام پر مسیحی علماء کی ایک کونسل بلائی۔ اور اس میں مسیح کی
 وہ حیثیت متعین کی جو اسے ان دنوں منظور تھی۔ بعد میں وہ اس
 سے منحرف بھی ہو گیا۔ شائقینِ دلچسپ تفصیل پر وٹیسر
 فشر کی تاریخ کلیسیا میں مطالعہ فرمائیں۔ ۳۸۱ء میں قسطنطنیہ کونسل
 اور ۵۸۹ء میں لاطینیوں کی ٹولید کونسل نے نیقہ عقیدہ میں اضافے کئے
 ہم آخری شکل کے انگریزی ترجمہ کا اردو ترجمہ درج کرتے ہیں۔
 ”میں ایک قادر مطلق خدا باپ پر ایمان
 رکھتا ہوں جو آسمان زمین اور تمام

عقیدہ تثلیث

مرئی اور غیر مرئی اشیاء کا خالق ہے۔

اور ایک آقا خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔
 تمام دنیاؤں سے پہلے خدا سے پیدا ہوا۔ (خدا سے خدا) نور سے نور۔
 خود اور عین خدا جو مولود ہوا موضوع نہیں۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی
 مادہ (جوہر) ہے۔ اس سے تمام چیزیں بنائی گئیں۔ جو ہم انسانوں کے
 لئے اور ہماری نجات کے واسطے آسمانوں سے اترا۔ روح القدس
 کے ذریعہ کنواری مریم سے مجسم ہوا اور انسان بنا اور بیلاطس
 کے زمانے میں مصلوب ہوا۔ اس نے دکھ اٹھایا اور دفن ہوا۔

اور کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا۔ اور باپ کی
دہنی جانب بیٹھا ہے۔ وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کے لئے شان
شوکت سے دوبارہ آئے گا۔ اس کی بادشاہت کبھی ختم نہ ہوگی۔

اور میں ایمان لاتا ہوں روح القدس پر جو خدا اور زندگی بخشنے والا ہے
وہ باپ اور بیٹے سے صادر ہوا۔ باپ اور بیٹے کے ساتھ اس کی
عبادت بھی کی جاتی ہے۔ اور تجبید ہوتی ہے۔ وہ بنیوں سے ہم کلام ہوا
اور ایک مقدس کلیسیا اور سولی کلیسیا پر ایمان رکھتا ہوں۔ گناہوں کی
معافی کے لئے ایک بپتسمہ مانتا ہوں۔ اور مردوں کے جی اٹھنے اور آنے
والی دنیا کی زندگی کی امید رکھتا ہوں۔ آمین
یہ پھٹکائیں اس عقیدہ کا تتمہ ہیں۔

لیکن جو کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا۔ جب وہ نہیں تھا۔
اور پیدائش سے پیشتر وہ نہیں تھا۔ اور یہ کہ وہ نیستی سے ہستی میں آیا۔
یا جو کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا جو ہر میں جدا ہے یا خلق ہوا یا اس میں تبدیلی
ممکن ہے۔ جامع کلیسیا ان پر لعنت بھیجتی ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۶ صفحہ ۷۱۸)

۳۲۵ الفاظ ۳۲۵ میں تھے۔ لیکن قسطنطنیہ کونسل ۳۸۱ء نے زائد سمجھ کر
حذف کر دیئے۔ البتہ اس عقیدہ کی لاطینی شکل میں بحال کر دیئے گئے تھے
تواریخ مسیحی کلیسیا کے مطابق مذکورہ کونسل نے نیکو عقیدہ میں روح القدس
کی بابت یہ فقرات بڑھائے تھے۔

(الف) جو خداوند اور زندگی بخشے والا ہے۔

(ب) جو باپ اور بیٹے سے صادر ہوا ہے

(ج) وہ نبیوں کی ربانی بولا۔

(تواریخ مسیحی کلیسیا مصنفہ پادری کینٹن بلیوی پیرس بی اے مطبوعہ ۱۹۳۹ء صفحہ ۲۵۹)

انسائیکلو پیڈیا یارٹینیکا کے مطابق یہ محض مفروضہ ہے۔ اور اس امر کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ قسطنطنیہ کونسل نے نیکہ عقیدہ میں اضافہ کیا تھا۔ اضافہ شدہ عقیدہ پہلی بار ایک مسیحی بزرگ کے خط میں ملتا ہے۔

۳۔ روح القدس سے متعلق یہ الفاظ سپین کے شہر ٹولیدو میں منعقدہ کونسل ۵۸۹ء نے اضافہ کئے تھے۔ یہ اضافہ مشرقی کلیسیاؤں کو بھلائے لگا۔ چنانچہ لاطینی اور یونانی مسیحیوں کے درمیان اس پر اختلاف ہے۔

یاد رہے کہ شاہ کنسٹینٹین اپنے منظور کروئے ہوئے عقیدہ سے منحرف ہو کر اس کے تتمہ کی پھٹکاروں کا مورد بن گیا تھا

غرضیکہ تثلیث پرست مسیحیوں میں عقیدہ تثلیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ اور اس کی دوسری شخصیات خدا۔ بیٹا اور خدا روح القدس کی حیثیتیں متفقہ نہیں ہیں۔ مذکورہ تشریحات کی روشنی میں مخاطب مسیحی سے پوچھ دیا جانا چاہیے۔ یہاں کس کونسل کی منظور کردہ اور کس پارٹی کی مقبول تثلیث مانتے ہو۔

بائبل کے پہلے حصہ میں تثلیث کا قطعاً بائبل سے بنیاد کوئی بیان نہیں ہے۔ دوسرے حصہ

اناجیل وغیرہ کی کتابیں لکھتے وقت مسیحیوں میں تثلیث رائج نہیں ہوئی تھی۔ ان میں جو ایک دوا دھوئے مزمومہ اشتباہ تھے۔ جدید انگریزی تراجم میں الحاقی قرار دے کر متن سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔ تثلیث کے حق میں سب سے آخری حوالہ مسیح کی حرف منسوب یہ قول تھا۔ ”پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو“ (متی ۲۸)

پادری ڈولومنا سب تفاسیل کے ساتھ بہ دلائل بتاتے ہیں کہ زمانہ حال کے بعض نقاد اس درس کو الحاقی یا کم مسیح کا ایک غیر مصدقہ قول مانتے ہیں۔ پروفیسر سیک بھی اپنی زیر مطالعہ کتاب کے صفحہ ۹ پر بتاتے ہیں کہ کئی نقادوں کے نزدیک اس قولہ کی سند متنازعہ ہے۔

(۱) تثلیث کی تشریح کہ تینوں شخصیات آپس عقیدہ کی تحقیق میں برابر ہیں۔ خود بائبل سے مطابقت نہیں رکھتی

کیونکہ مسیح کی زبانی لکھا ہے۔ ”باپ مجھ سے بڑا ہے“ (اناجیل یوحنا ۱۴: ۲۸)

(ii) تثلیث کی کوئی الٰہی سند نہیں ہے۔ عقلی لحاظ سے ایک میں تین اور تین میں ایک سمجھ سے بالاتر ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے۔

(iii) پروفیسر سیک بتاتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ خدا کا وجود تثلیث میں ہے

تو یہ ہم صرف مکاشفہ سے ہی جان سکتے ہیں (صفحہ ۹۸)

ہمیں تو زندگی بھر کوئی ایسا مسیحی نہیں مل سکا جس نے تثلیث کو مکاشفہ کے ذریعے جاننا ہو۔ اگر قارئین کرام میں سے کوئی صاحب تدارش کر پائیں تو مطلع فرمائیں۔

(iv) سبھی دیگر اقوام کی تئلیٹوں کو غلط کہتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ مسیحی تئلیٹ کا کیس بھی سابقہ تئلیٹوں کی حقیقت سے مختلف نہیں ہے تو اس دعویٰ کو کون جھٹلائے گا؟ اور کس بنیاد پر؟

(v) اقوام عالم تئلیٹ پرست اور بت پرست ہونے کے باوجود توحید پرستی کی دعویٰ دے رہی ہیں۔ آئیں دیکھ میں سے ذرا ایک دانہ چکھیں۔

پنڈت برج نرائن ایم اے اپنی کتاب آسمان کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں "رگ وید کی ایک رچا میں ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر ہے، ۱۱- آسمان کے ۱۱ زمین کے اور ۱۱- آسمان و زمین کے بیچ کے۔ مگر ۳۳ سے ۳۳۳۳ دیوتا ہے اور ۳۳۳۳ سے دفعہ رفتہ رفتہ ۳۳ کروڑ۔ خدا پرستی میں کوئی قوم مندروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور مذہب والے ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور ایک خدا سے مدد چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کے معاون مددگار ۳۳ کروڑ دیوتا ہیں۔

اگر خدا پرستی یہ ہے تو خدا معلوم پھر کفر و شرک، بت پرستی اور کثیر خداؤں کو ماننا کسے کہتے ہیں۔ غرضیکہ اقوام عالم کے پیش کردہ تصور خدا، خدا پرستی اور توحید کے عقائد صاف طور پر غلط ہیں۔ تئلیٹیں اس لئے غلط ہیں کہ ان کے علم برداروں میں ان کی اشکال اور توجیہات مختلف ہیں۔ اور الٰہی مند کے بغیر اپنی تجویز کردہ ہیں۔ اگر وہ غلط ہیں اور یقیناً غلط ہیں۔ تو سمجھی غلط ہیں۔ توحید اس لئے صحیح ہے کہ اس پر تمام مذاہب عالم کا اتفاق و اتحاد ہے۔ اور ناقابل تردید الٰہی سند کی دعویٰ دار ایک کتاب (قرآن مجید) اس دور میں بھی اس کی بہترین شکل پیش کر رہی ہے۔ دنیا بھر کی تمام اقوام، ملل اور ممالک

میں جہاں تک مذہب کا قدیم ترین مطالعہ کیا جاسکا ہے۔ توحید پرستی کے آثار و شواہد دستیاب ہوئے ہیں۔ افسوس ہے کہ اختصار کے پیش نظر ہم ایسی دلچسپ اور بہانہ فروش گواہیاں پیش نہیں کر سکتے کہ نیڈل کے پادری ربرٹ بروس اس دریا کو کوزے میں بند کرتے ہیں۔

”بت پرستی نے ہمیشہ ثابت کیا ہے۔ کہ توحید بگڑ کر کئی خدا ماننے کی پراگندگی میں سرخ ہو گئی“

(THE WORLD RELIGIONS, P.32 COL.1)

مسیحیوں میں بت پرستی

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دو بڑے اور بنیادی مسیحی فرقے ہیں۔ رومن کیتھولک پادری پروٹنٹ لکھتے ہیں :-

”بت سے پروٹسٹنٹ مسیحی ہم پر بھی بت پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ کیونکہ ہم اپنے گرجوں اور اپنے گھروں میں تصویریں اور مورتیں رکھتے اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ بے شک کسی مورت کو خدا مان کر اسے سجدہ کرنا بت پرستی ہے۔ مگر کسی مورت یا تصویر کو سامنے رکھ کر خداوند یسوع مسیح کی پرستش یا اس کے مقدسین کی عزت کرنا بت پرستی نہیں۔“

... لیکن فرض بھی کیا کہ ہندو لوگ اسی خیال سے اپنی

تصویروں اور مورتوں کی پرستش کرتے ہیں جس طرح ہم کرتے ہیں
تب بھی فرق یہ ہے کہ ہم خداوند یسوع مسیح اور اس کے مقدسین
کی تصویروں اور ہندو لوگ رام کرشن اور وشنو کے بتوں کی عزت کرتے
ہیں۔ اگر پروٹسٹنٹ یہ کہنے کو تیار ہیں کہ خداوند یسوع مسیح اور ہندو
دیوتاؤں میں کوئی فرق نہیں تو ہم مانتے ہیں کہ ہم بھی ان کی طرح بت
پرست ہیں۔

(انتظام نجات مصنفہ ریورنڈ فادر پروٹسٹنٹ اور ایف ایم کپ
مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحات ۹۷ تا ۱۰۰)

مریم کی الوہیت اور پوجا

ہمارے پڑھنے سننے کے مطابق مسیحی تثلیث کے
تین اشخاص خدا۔ باپ۔ خدا بیٹا اور خدا روح القدس ہیں۔

لیکن صدیوں پہلے بعض مسیحی ممالک (بالخصوص عرب) میں
روح القدس کی بجائے مریم طاہرہ واللہ ماجدہ مسیح کو خدا مانا جاتا
تھا۔ اور محترمہ کی پوجا کی جاتی تھی۔

پادری فائڈر لکھتا ہے۔ ”اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے ایام میں مسیحیوں میں عام لوگ بہت بے علم اور بڑی بڑی
غلطیوں میں مبتلا تھے۔ مریم طاہرہ اور مقدس لوگوں کی پرستش

کرتے تھے۔

(میزان الحق مصنفہ پادری سی جی فانڈر ڈی ڈی صفحہ ۲۲۵)
پادری جے علی بخش بھی ان الفاظ میں مریم کو خدا ماننے کے مسیحی
عقیدہ کی تائید کرتے ہیں۔

”عرب میں بعض بدعتی مسیحی فرقے مقدس مریم کو ملکہ آسمانی کہہ کر
اُس کو درجہ الوہیت میں شمار کرتے تھے۔“

(تفسیر قرآن حصہ اول از قلم پادری جے علی بخش مطبوعہ ۱۳۵۵ھ و ۱۳۵۶ھ صفحہ ۱۶۱)
پروفیسر فشر انی زیر مطالعہ تاریخ کلیسیا کے صفحہ ۲۳۰ پر لکھتے
ہیں۔ ”اگر مذہبی علماء اختیاط سے مریم اور اویاد کی افواج کی تعظیم
اور خدا ہی کی شان کے شایان عبادت کے درمیان حدِ فاصل
قائم کریں۔ تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ لوگوں
کے اذہان میں ایسی تعظیم علی طور پر شرک ہی کی ایک قسم تھی۔“

روح القدس

مسیحی جس ہستی کو ”الوہیت کا سرِ حشیہ خدا باپ“ کہتے ہیں۔
(میزان الحق ص ۲۲۸)

اصل خالق و مالک کائنات وہی ہے۔ ہمارے دوست اس کا
نام تو محض تبرکاً ہی لیتے ہیں۔ مسیحیت کا سارا زور بیان مسیح کی خدائی
ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے اور مسیحی عبادت میں مسیح پوجا کو

مرکزی اور بنیادی مقام حاصل ہے :

مسیحی تثلیث کا تیسرا خدا "روح القدس" مہجور و منروک

ہے۔ اس کا حال بھی خدا باپ سے مختلف نہیں ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا رقم طراز ہے "روح القدس کا صمد و صرف

باپ یا باپ اور بیٹے دونوں سے ہوا"۔ اس پر بحث پہلی نظر میں

فرضی اور بے فائدہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ انسانی تخیل سے

اس قدر باہر ہو جاتا ہے۔ کہ اسے ہم مودبانہ دھندلکوں میں لےنے

دینا ہی بہتر سمجھتے ہیں

(انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۱ صفحہ ۶۱۶)

ہم قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر انسائیکلو پیڈیا کے مشورہ

پر عمل کرتے ہوئے روح القدس کی خدائی کا مطالعہ نہیں کرتے۔

لو صاحبو! ہم نے مسیحیوں ہی کی زبانی ثابت کر دیا۔ کہ مسیحیت

کی ابتداء تو حید سے ہوئی تھی۔ جو بعد میں صریح شرک اور بت

پرستی میں تبدیل ہو گئی۔ سب سے بڑا مسیحی فرقہ رومن کیتھولک

آج بھی مسیح، مریم اور اولیاء و بزرگوں کی تصاویر اور بت بناتا

اور ان کی پوجا کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ڈنکے کی چوٹ بت

پر مست کہلاتا ہے۔

تشلیث اور قرآن

قرآن پاک نے مطلق اصول تشلیث کی تردید کی ہے۔ اور ہر قسم کی تشلیث کو کفر قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-
 ”جنہوں نے کہا۔ اللہ تین میں سے ایک ہے۔
 بے شک وہ کافر ہوئے۔ حالانکہ سوائے ایک
 معبود کے کوئی معبود نہیں ہے۔“
 (سورۃ المائدہ ترجمہ آیت ۳۰)

الوہیت مسیح و تشلیث سے انکار

الوہیت مسیح و تشلیث کے عقائد خلاف عقل، خلاف نقل، خلاف واقعہ اور خلاف حقائق ہیں۔ بالآخر قرآنی تعلیم بالواسطہ طور پر رنگ لائی۔ اور ان عقائد کے خلاف مسیحیت کے اندر ہی اندر اپنے والا لاوا تو حید پسندی کی قدرتی راہ سے اُبل پڑا۔
 الوہیت مسیح کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۳۵ء میں ریمان نے کتاب لکھی تھی۔
 تشلیث کا اولین اور کھلم کھلا مخالف میکائل سروٹس تھا۔
 (فشر ۳۶۶)

سب سے پہلے توحید پرست اٹلی سے اٹھے۔ پہلا
 باقاعدہ مبلغ فاسٹنس سوسیئس تھا۔ ان کے عقیدے کا مرکزی
 نقطہ الوہیتِ مسیح اور کفارہِ مسیح سے انکار تھا۔
 مسیح ایک ہادی (ہدایت دینے والا۔ استاد۔ اسلم) اور
 شارع (شرعیات دینے اور شرعیات کا پرچار کرنے والا تھا)
 (فشر صفحہ ۱۳۰ - ۱۳۱)

بڈل جان پہلا توحید پرست انگریز تھا۔ اسے اپنی کتابوں
 تثلیث پر حملے کرنے کی پاداش میں جرمانے۔ جیل۔ جلا وطنی
 کی سزائیں دی گئیں۔ ۱۶۵۲ء میں وطن واپسی پر اس نے
 اپنی تعلیمات کا از سر نو پرچار شروع کیا۔ تو اسے جیل میں ڈال
 دیا گیا۔ وہیں اسے بچار چڑھا اور مر گیا۔

(PEAR'S ENCYCLOPAEDIA 1961

P. 131)

آج کل توحید پرست مسیحی تہذیبیں تثلیث پرستوں سے
 زیادہ ہیں۔ اور بہت سے فرقوں میں منقسم ہیں

حرفِ آخر ہم بائبل اور مشائیر مسیحی علماء و محققین
 کی زبانی خالصہ تحقیقی نظر سے تثلیث
 کے تمام ضروری پہلوؤں کا سبب تفصیل سے مطالعہ

کر چکے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا رقم طراز ہے۔
تثلیث میں غلطی کا مطلب خود پیغام نجات میں غلطی
ہوگا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۱ ص ۶۱۶)
الوپٹ مسیح و تثلیث وغیرہ کے مسیحی عقائد علماء کی مجلسوں
کیٹیوں اور کونسلوں نے منظور کئے تھے۔ پروفیسر فشر بتاتے
ہیں۔ کہ کلیسیائے انگلستان کا دعویٰ ہے کہ رومی کلیسیا
اور مشرق کے قدیم برگوں نے ایمان کے معاملات میں غلطی کی ہے
مسیحی علماء کی کونسلوں کے بارے میں بھی اس کی رائے یہی ہے۔
(ص ۲۳۳)

امید واثق ہے کہ مسیحی بھائی اب غلطی پر مزید اصرار نہیں کریں گے
اور صدق دلی سے حق و صداقت کو قبول کرنے میں سستی
اور غفلت سے کام نہیں لیں گے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر
آجائے۔ تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔

”اگر نہ مجھے جھوٹا ثابت کرے گا اور میری تقریر کو باخیر ٹھہرائے گا“
(بائبل کتاب ایوب باب ۲۴۔ درس ۲۵)

نتیجہ